# توہینِ رسالت ﷺ کے مرتکبین کے خلاف سیشن کورٹس کے یادگار فیصلے

محمد متین خالد

مرکز سراجیہ ختمِ نبوّت لائرز فورم
Email: markazsirajia@hotmail.com
www.endofprophethood.com
www.knlawyers.org

# جناب محمد نوید اقبال ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب

سرکار بنام آسیہ مسیح زوجہ عاشق مسیح، نومبر 2010ء

# درخواست برائے اندراج مقدمہ

## بخدمت جناب ایس۔ایچ۔او صاحب تھانہ صدر ننکانہ صاحب

جناب عالی!

گزارش ہے کہ سائل چک نمبر 3 گ ب اٹانوالی تھانہ صدر ننکانہ تحصیل وضلع ننکانہ صاحب کا رہائشی ہے اور مسجد صدیق اکبرؓ میں بطور امام مسجد خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مورخہ 14-06-2009 کو بروز اتوار محمد ادریس ولد احمد علی قوم ارائیں سکنہ دیہہ کی زمین میں آسیہ مسیح زوجہ عاشق مسیح جو عیسائی مذہب کی مبلغہ ہے، گاؤں کی دیگر عورتوں جن میں عاصمہ بی بی دختر عبدالستار، عافیہ بی بی دختر عبدالستار، یاسمین دختر اللہ رکھا شامل ہیں، فالسہ توڑ رہی تھیں۔ آسیہ الزام علیہا نے کہا کہ آپ مسلمانوں کے نبی (معاذ اللہ) کیا ہیں،

..................................................................................................

..................................................................................................(نعوذ باللہ)

مزید قرآن پاک کے متعلق کہا کہ وہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ خود بنائی گئی کتاب ہے۔ یہ تمام باتیں عاصمہ بی بی، عافیہ، یاسمین مذکوران و دیگران نے مجھے اور گاؤں کے لوگوں کو بتائیں۔ آج مورخہ 19-06-2009 کو سائل معہ محمد افضل ولد محمد طفیل قوم گجر، مختار احمد ولد مشتاق احمد قوم راجپوت ساکنان دیہہ نے عاصمہ بی بی وغیرہ اور آسیہ الزام علیہا کو بلوایا اور 14-06-2009 کے وقوع کے متعلق آسیہ مذکورہ سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا کہ مجھ سے واقعی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی توہین کی مرتکب ہوئی ہوں اور معافی مانگتی ہوں۔ آسیہ مذکورہ ملزمہ نے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور توہین قرآن کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ دعویدار ہوں، آسیہ مسیح ملزمہ مذکورہ کے خلاف توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور توہین قرآن پاک کرنے پر مقدمہ درج کر کے کارروائی بمطابق قانون کی جاوے۔

**عرضے**

قاری محمد سالم ولد حافظ غلام جیلانی قوم اعوان سکنہ چک نمبر 3 گ ب اٹانوالی
تحصیل وضلع ننکانہ (امام مسجد صدیق اکبرؓ چک نمبر 3 اٹانوالی)

دستخط: محمد سالم

# ایف آئی آر کا متن

## ابتدائی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

15682

326/09 تھانہ، صدر ننکانہ، ضلع ننکانہ صاحب، تاریخ و وقت وقوعہ 14/6/2009

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| -1 | تاریخ و وقت رپورٹ بحوالہ 326/19-06-09 | بوقت 6:15 شام | -6 | تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت | سپیشل رپورٹ |
| -2 | نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث | درخواست گزار قاری محمد سالم ولد حافظ غلام جیلانی قوم اعوان سکنہ چک 3 اٹانوالی مرسلہ مہدی حسن ASI تھانہ صدر ننکانہ | | | |
| -3 | مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) مال اگر کچھ کھویا گیا ہے۔ | جرم 295/C | | | |
| -4 | جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت | بحد رقبہ چک نمبر 3 اٹانوالی بفاصلہ 7 میل جانب شمال از تھانہ | | | |
| -5 | کارروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جاوے۔ | بلا توقف | | | |

دستخط محمد رضوان ASI عہدہ: محرر (ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

بخدمت جناب SHO صاحب تھانہ صدر ننکانہ صاحب۔ جناب عالی گزارش ہے کہ سائل چک نمبر 3 گ ب اٹانوالی تھانہ صدر ننکانہ تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب کا رہائشی ہے

اور مسجد صدیق اکبرؓ میں بطور امام مسجد خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مورخہ 14-06-2009 کو بروز اتوار محمد ادریس ولد احمد علی قوم ارائیں سکنہ دیہہ کی زمین میں آسیہ مسیح زوجہ عاشق مسیح جو عیسائی مذہب کی مبلغہ ہے، گاؤں کی دیگر عورتوں جن میں عاصمہ بی بی دختر عبدالستار، عافیہ بی بی دختر عبدالستار، یاسمین دختر اللہ رکھا شامل ہیں، فالسہ توڑ رہی تھیں۔ آسیہ الزام علیہا نے کہا کہ آپ مسلمانوں کے نبی (معاذ اللہ) کیا ہیں، وہ ..........................

..........................................................................................

..........................................................................(نعوذ باللہ)

مزید قرآن پاک کے متعلق کہا کہ وہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ خود بنائی گئی کتاب ہے۔ یہ تمام باتیں عاصمہ بی بی، عافیہ، یاسمین مذکوران و دیگران نے مجھے اور گاؤں کے لوگوں کو بتائیں۔ آج مورخہ 19-03-2009 کو سائل معہ محمد افضل ولد محمد طفیل قوم گجر، مختار احمد ولد مشتاق احمد قوم راجپوت ساکنان دیہہ نے عاصمہ بی بی وغیرہ اور آسیہ الزام علیہا کو بلوایا اور 14-06-2009 کے وقوع کے متعلق آسیہ مذکورہ سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا کہ مجھ سے واقعی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی توہین کی مرتکب ہوئی ہوں اور معافی مانگتی ہوں۔ آسیہ مذکورہ ملزمہ نے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور توہین قرآن کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ دعویدار ہوں، آسیہ مسیح ملزمہ مذکورہ کے خلاف توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور توہین قرآن پاک کرنے پر مقدمہ درج کر کے کارروائی بمطابق قانون کی جاوے۔ عرضے دستخط اُردو قاری محمد سالم ولد حافظ غلام جیلانی قوم اعوان سکنہ چک نمبر 3 اٹانوالی تحصیل وضلع ننکانہ (امام مسجد صدیق اکبر چک نمبر 3 اٹانوالی)

تھانہ صدر ننکانہ ضلع ننکانہ صاحب

مقدمہ 326/09، مورخہ 09-06-19 جرم 295/C ت پ تھانہ صدر ننکانہ

سرکار بذریعہ! قاری محمد سالم ولد حافظ غلام جیلانی قوم اعوان سکنہ چک گ ب اٹانوالی

## درخواست برائے حصول اجازت انٹیروگیشن اندرون جیل

جناب عالی!

گزارش ہے کہ مقدمہ عنوان بالا کی تفتیش بحوالہ چٹھی نمبر 1823-26/Legal Dated:24-06-2009 حسب الحکم جناب ریجنل پولیس آفیسر شیخوپورہ، SP انوسٹی گیشن شیخوپورہ کو تفویض کی گئی ہے۔ مقدمہ عنوان بالا میں آسیہ مسیح زوجہ عاشق مسیح گرفتار ہو کر بند حوالات جوڈیشل ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ ہے۔ جس سے مقدمہ عنوان بالا میں تفتیش عمل میں لائی جانی مقصود ہے۔ بذریعہ درخواست ہذا استدعا ہے کہ آسیہ مسیح زوجہ عاشق مسیح سے اندرون ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں انٹیروگیشن کیے جانے کی اجازت عنایت فرمائی جائے تاکہ آسیہ مسیح سے انٹیروگیشن کی جائے اور مقدمہ ہذا کو حقائق کی روشنی میں مکمل کیا جائے۔

PSO ٹو ایس پی انوسٹی گیشن
شیخوپورہ

مورخہ: 04-07-2009

04-07-2009: تفتیشی افسر حاضر لیڈی کانسٹیبل کے ہمراہ تفتیشی افسر کو تفتیش کی اجازت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں دی جاتی ہے۔

(دستخط)

مجسٹریٹ درجہ 30

ننکانہ صاحب

# ایس۔پی انوسٹی گیشن شیخوپورہ کے رُوبرو ملزمہ کا بیان
## ضمنی نمبر 5

تھانہ صدر ننکانہ — ضلع ننکانہ صاحب

منجانب: سید محمد امین بخاری SP انوسٹی گیشن شیخوپورہ

رپورٹ ابتدائی 326 مورخہ 19-06-2009 — موصولہ

تاریخ و مقام وقوعہ 14-06-2009 — روانگی

بجرم 295/C ت پ

بحد رقبہ اٹانوالی

حاضر تفتیش

سرکار بذریعہ قاری محمد سالم ولد حافظ غلام جیلانی (مدعی)

بنام آسیہ مسیح زوجہ عاشق مسیح (گرفتار حوالات جوڈیشل)

منجانب! سید محمد امین بخاری SP انوسٹی گیشن شیخوپورہ

بسلسلہ رپورٹ ضمنی سابقہ مرتبہ خود تحریر ہے کہ اس وقت PSO خود نے عدالت مجاز سے برائے انٹیروگیشن آسیہ مسیح گرفتار بند حوالات جوڈیشل ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ اجازت حاصل کر کے سیرے پیش کی ہے جو میں بمعہ عملہ خود برائے انٹیروگیشن آسیہ مسیح روانہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کا ہوتا ہوں۔

اس وقت میں بمعہ عملہ خود ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ پہنچا ہوں۔ جیل حکام نے مسمیان آسیہ مسیح کو لا کر سیرے پیش کیا ہے۔ جس کو مقدمہ ہذا میں شامل تفتیش کر کے میں دریافت ہوتا ہوں۔

اِس وقت میں معہ عملہ خود دفتر پہنچا ہوں۔ حالات پیش آمدہ درج رپورٹ ضمنی ہوئے ہیں۔ آسیہ مسیح زوجہ عاشق مسیح ملزمہ گرفتار بند حوالات جوڈیشل سے بھی اندرون ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ حسب اجازت عدالت مجاز دریافت عمل میں لائی گئی ہے۔ حالات

مقدمہ اس طرح پر سامنے آئے ہیں کہ بروز وقوعہ مقدمہ ہذا آسیہ مسیح زوجہ عاشق مسیح ہمراہ عافیہ بی بی، عاصمہ بی بی اور دیگر مسلمان عورتوں کے فالسہ توڑ رہی تھیں۔ جبکہ کھیت کا مالک مسمی محمد ادریس کھیت سے باہر اپنی بیوی کے ہمراہ درختوں کے سائے میں فالسہ تول رہا تھا کہ اِسی دوران آسیہ مسیح اور عاصمہ، عافیہ بی بی وغیرہ کے مابین آسیہ مسیح جو کہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی ہے، کے ہاتھ سے پانی نہ پینے کی بابت بحث مباحثہ شروع ہوا اور بات آسیہ مسیح، مسلمان عورتوں کی ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ جو اس کی اطلاع پا کر مسمی محمد ادریس جس کے کھیت میں چند عورتیں فالسہ توڑ رہی تھیں، بھی آ گیا اور جھگڑے کی وجہ پوچھی تو عاصمہ، عافیہ بی بی وغیرہ نے اُسے بتلایا کہ آسیہ مسیح نے کہا ہے کہ تمہارے نبی ﷺ (معاذاللہ)

..............................................................................................

..............................................................................................

قرآن پاک کی بابت کہا کہ یہ اُن کا کلام نہ ہے بلکہ خود بنائی گئی کتاب ہے۔ یہ باتیں سن کر محمد ادریس مالک کھیت نے آسیہ مسیح سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ ہاں! میں نے یہ باتیں کی ہیں۔ جس پر محمد ادریس نے آسیہ مسیح کو اپنے کھیت سے نکال دیا۔ دوسری عورتوں کو بھی سمجھا کر چپ کروا دیا۔ عاصمہ بی بی وغیرہ نے شام کو گھر جا کر ساری باتیں مدعی مقدمہ قاری محمد سالم کو بتائیں۔ اِسی بابت گاؤں اٹانوالی میں اکٹھ ہوا۔ جہاں دیگر علمائے کرام بھی آئے۔ آسیہ مسیح اور دیگر عورتوں کو بھی بلوایا گیا۔ جہاں لوگوں کی موجودی میں آسیہ مسیح نے حضور پاک ﷺ اور قرآن پاک کی شان میں متذکرہ بالا باتیں کرنے کا اعتراف کیا اور معافی بھی مانگی۔

دورانِ تفتیش درج ذیل حقائق سامنے آئے ہیں۔

1- فریقین کے مابین بروز وقوعہ مذہبی بحث ہوئی تھی۔ جو الزام علیہ آسیہ مسیح نے حضور پاک ﷺ کی شان میں اور قرآن پاک کے متعلق گستاخانہ باتیں کیں۔

2- بیانات گواہان زیر دفعہ 161 ت پ کی روشنی میں ملزمہ آسیہ مسیح تھانہ مقدمہ ہذا میں صحیح گنہگار پائی گئی ہے۔

3- فالسہ کے کھیت کے مالک مسمی محمد ادریس نے بھی وقوعہ مقدمہ ہذا کی تصدیق کی ہے۔

4- دوران تفتیش ملزمہ آسیہ مسیح نے اسلام قبول کرنے والی جو بات کی ہے۔ بوقت وقوعہ موقع پر موجود خواتین نے اس بات کی تصدیق نہ کی ہے۔ جس سے ظاہر ہے

کہ ملزمہ آسیہ مسیح نے محض اپنے آپ کو بچانے کے لیے جھوٹی اور من گھڑت کہانی بنائی ہے۔ جس میں کوئی صداقت نہ پائی گئی ہے۔

5- دورانِ تفتیش مسلمان عورتوں کا کرسچن عورت کے ہاتھ سے پانی نہ پینا اور بحث کرنا بھی ثابت ہوا ہے۔

6- لوگوں کی موجودگی میں آسیہ مسیح نے حضور پاک ﷺ کی شان میں اور قرآن پاک کے متعلق گستاخانہ باتیں کرنا نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اپنی غلطی کی معافی بھی مانگی۔

مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں آسیہ مسیح کا حضور پاک ﷺ کی شان میں اور قرآن پاک کے متعلق گستاخانہ باتیں کرنا ثابت ہوا ہے جو مقدمہ ہذا میں صحیح گنہگار پائی گئی ہے۔ مثل مقدمہ ہذا واپس تھانہ صدر ننکانہ صاحب بھجوائی جا رہی ہے۔ SHO کو ہدایت کی جاتی ہے کہ بقایا تکمیل تفتیش کرے اور چالان عدالت میں بھجوائے۔

رپورٹ حاضر مرتب ہوئی۔

سیّد محمد امین بخاری
ایس پی انوسٹی گیشن
شیخوپورہ

# بعدالت جناب محمد نوید اقبال ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب

## ابتدائی معلومات

| | | |
|---|---|---|
| مقدمہ نمبر | : | 402/2009 |
| ایف آئی آر نمبر | : | 326/2009 بتاریخ 19 جون 2009ء |
| پولیس سٹیشن | : | تھانہ صدر ننکانہ صاحب |
| بجرم | : | زیر دفعہ تعزیرات پاکستان 295/C |

آسیہ مسیح (ملزمہ) زوجہ عاشق مسیح قوم عیسائی سکنہ چک نمبر 3 اٹانوالی، ننکانہ صاحب
(ملزمہ)

بنام

سرکار

وکلا منجانب ملزمہ: اکبر منور درانی ایڈووکیٹ (سپریم کورٹ)
طاہر گل صادق ایڈووکیٹ (ہائی کورٹ)
چودھری ناصر انجم ایڈووکیٹ (ہائی کورٹ)
جسٹن گل ایڈووکیٹ (ہائی کورٹ)
طاہر بشیر ایڈووکیٹ (ہائی کورٹ)
ایرک جون ایڈووکیٹ (ہائی کورٹ)
منظور قادر ایڈووکیٹ (سپریم کورٹ)

وکیل منجانب سرکار: جناب مظہر عمران ایڈووکیٹ اسسٹنٹ پراسیکیوٹر

تاریخ فیصلہ: 8 نومبر 2010ء

# فیصلہ

# جناب محمد نوید اقبال ایڈیشنل سیشن جج

-1 مذکورہ بالا ملزمہ آسیہ مسیح کے خلاف تھانہ صدر ننکانہ صاحب میں مورخہ 19-06-2009 کو درج کی گئی ایف آئی آر نمبر 326(Exh.Pa/I) زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان جو کہ قاری محمد سالم (گواہ استغاثہ نمبر 1) کی مدعیت میں حضور نبی کریم ﷺ اور قرآن پاک کے خلاف توہین آمیز اور نازیبا الفاظ استعمال کرنے کے الزام میں درج کی گئی، کا چالان پولیس نے مقدمہ چلائے جانے کے لیے عدالت میں پیش کیا۔

-2 قاری محمد سالم (درخواست گزار) کی طرف سے درج کروائی گئی ایف۔آئی۔آر (FIR) کے مطابق اِس مقدمہ کے مختصر حقائق یہ ہیں کہ مورخہ 14-06-2009 کو آسیہ مسیح زوجہ عاشق مسیح جو کہ عیسائی عورت ہے اور عیسائی مبلغہ بھی ہے، گاؤں کی دوسری عورتوں (گواہانِ استغاثہ) کے ہمراہ محمد ادریس ولد علی احمد کے ملکیتی باغ سے جبکہ فالسے توڑ رہی تھیں۔ ملزمہ آسیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کیے کہ مسلمانوں کے نبی ............................................ (نعوذ باللہ) اس نے مزید کہا کہ حضرت محمد ﷺ ............................................ ............................................ (نعوذ باللہ) اسی طرح قرآن پاک کے متعلق اس نے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ کوئی الہامی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ انسان کی بنائی ہوئی خود ساختہ کتاب ہے۔ عافیہ بی بی، مافیہ بی بی اور یاسمین بی بی وغیرہ نے یہ واقعہ مدعی مقدمہ اور گاؤں کے دوسرے لوگوں سے بیان کیا۔

3- مورخہ 19-06-2009 کو ملزمہ آسیہ مسیح کو گاؤں کے لوگوں کے ایک اجتماع میں بلایا گیا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا گیا۔ جہاں اُس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور معافی کی درخواست کی۔ لہٰذا آسیہ مسیح نے نہ صرف توہین رسالت ﷺ کا ارتکاب کیا بلکہ مقدس کتاب قرآن مجید کی بھی توہین اور تضحیک کی۔

4- محمد رضوان سب انسپکٹر (گواہ استغاثہ نمبر 5) نے باضابطہ طور پر بغیر کسی اضافہ و ترمیم کے ایف آئی آر (Exh.PA/I) درج کی۔ اور اس ایف آئی آر کی نقل تفتیشی آفیسر ارشد ڈوگر سب انسپکٹر کو مزید کارروائی کے لیے فراہم کی۔

5- سیّد محمد امین بخاری ایس پی (انوسٹی گیشن) شیخوپورہ نے اس مقدمہ کی مکمل تفتیش کی اور عدالت میں اپنے حلفیہ بیان میں کہا کہ مورخہ 24-06-2009 کو انہیں ایس۔ پی (انوسٹی گیشن) شیخوپورہ تعینات کیا گیا۔ اسی دن ڈی۔ آئی۔ جی/ آر۔ پی۔ اور ریج شیخوپورہ کی چٹھی نمبر 1823 مورخہ 24-06-2009 کے ذریعہ مقدمہ کی تفتیش ان کے سپرد کی گئی۔ کیونکہ ایس۔ پی (انوسٹی گیشن) ننکانہ صاحب کا عہدہ خالی تھا۔ مورخہ 29-06-2009 کو اس نے دونوں فریقین کو اپنے دفتر میں طلب کیا۔ مدعی فریق کی جانب سے 27 افراد جبکہ ملزم فریق کی جانب سے 5 افراد اُن کے سامنے حاضر ہوئے۔ مدعی فریق کی جانب سے 5 افراد نے اُن کے سامنے اپنے بیانات زیر دفعہ 161 ضابطہ فوجداری کے تحت ریکارڈ کروائے۔ انہوں نے مقدمہ کی مکمل تفتیش کی۔ متعلقہ مجاز عدالت (Exh.PB) کی اجازت سے ملزمہ آسیہ مسیح کا بیان مورخہ 06-07-2009 کو جیل میں قلمبند کیا۔ دوران تفتیش ان کے علم میں آیا کہ محمد ادریس کے ملکیتی فالسہ کے کھیت میں ملزمہ اور گاؤں کی دیگر خواتین بشمول گواہان استغاثہ موجود تھیں جہاں اُن کی مختلف مذاہب کے نبیوں اور مذاہب وغیرہ پر بحث ہوئی۔ ملزمہ آسیہ مسیح جو ایک عیسائی ہے، نے کچھ توہین آمیز کلمات دوسری عورتوں کی موجودگی میں کہے جو کہ توہین رسالت ﷺ کے جرم کے ارتکاب کے زمرہ میں آتے ہیں۔ کھیت کا مالک محمد ادریس (جس کا بیان زیر دفعہ 161 ضابطہ فوجداری علیحدہ قلمبند کیا گیا ہے) بھی اُن خواتین کی طرف متوجہ ہوا۔ جس کو گواہان استغاثہ (خواتین) نے واقعہ کے متعلق بتایا۔ جس پر اس نے ملزمہ آسیہ مسیح سے اُن گستاخانہ کلمات کی ادائیگی کی بابت دریافت کیا۔ جس کا ملزمہ نے اعتراف کیا کہ اُس نے وہ توہین آمیز کلمات کہے ہیں۔ تاہم وہ معافی کی خواستگار ہے۔ اپنی تفتیش اور

تحقیق کے بعد انہوں نے مورخہ 2009-07-06 کو آسیہ مسیح کو حضرت محمد ﷺ اور قرآن پاک کے متعلق توہین آمیز کلمات کہنے کے جرم کے ارتکاب کا مجرم قرار دیا۔ دورانِ تفتیش اُن کے علم میں آیا کہ ملزمہ آسیہ مسیح نے گواہانِ استغاثہ کے روبرو یہ کہا ہے کہ حضرت محمد ﷺ

.................................................. اور نعوذ باللہ

.................................................. ملزمہ نے مزید کہا کہ حضرت

محمد ﷺ نے ..................................................

.................................................. (نعوذ باللہ) اس نے

مزید کہا کہ حضرت محمد ﷺ کو (نعوذ باللہ) .................................................. اور مزید یہ بھی کہا گیا کہ قرآن پاک کوئی الہامی کتاب نہیں ہے بلکہ انسان کی بنائی ہوئی ہے۔ تفتیش کے دوران ان کے علم میں آیا کہ وقوعہ کے روز ملزمہ آسیہ مسیح اور گواہانِ استغاثہ کے مابین مذہبی بحث چھڑی تھی۔ جس میں ملزمہ آسیہ مسیح نے توہین آمیز کلمات حضرت محمد ﷺ اور قرآن پاک کی نسبت کہے۔ دورانِ تفتیش اُن کے علم میں یہ بھی آیا کہ آسیہ مسیح نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ گواہانِ استغاثہ نے اُس کے خلاف یہ الزامات اس لیے لگائے ہیں کہ وہ اسے مسلمان کرنا چاہتی تھیں۔ اور اس کے انکار پر انہوں نے اس کے خلاف الزامات لگائے۔ لیکن ملزمہ آسیہ مسیح کا یہ مؤقف ثابت نہیں ہوسکا۔ مزید برآں، یہ بھی معلوم ہوا کہ مذہبی بحث کا آغاز اس وقت ہوا جب گواہانِ استغاثہ میں سے ایک (مسلمان خاتون) نے پانی مانگا جس پر ملزمہ آسیہ مسیح نے اسے پانی پیش کیا۔ جسے مذکورہ گواہ استغاثہ نے عیسائی خاتون کے ہاتھ سے لینے/ پینے سے انکار کر دیا۔

تفتیش مکمل کرنے اور آسیہ مسیح کو مجرم قرار دیئے جانے کے بعد انہوں نے مقدمہ کی فائل متعلقہ تھانہ کے ایس۔ایچ۔او کو واپس بھیج دی۔

6- محمد ارشد ایس۔ایچ۔او نے بھی اس مقدمہ کی تفتیش کی اور اپنے بیان حلفی میں کہا کہ مورخہ 2009-06-19 کو وہ تھانہ صدر ننکانہ صاحب میں تعینات تھا۔ تھانہ کے MHC (میونسپل ہیلتھ سنٹر) کی جانب سے اطلاع ملی کہ اٹانوالی گاؤں میں کوئی مذہبی جھگڑا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے فوری طور پر وہاں جانا پڑا۔ وہ ایف۔آئی۔آر کی نقل وصول ہونے کے بعد اور اس بات کا علم دیئے جانے کے بعد وہاں گئے کہ انہیں اس مقدمہ کی تفتیش سپرد کی گئی

ہے۔ انہوں نے جائے وقوعہ کا معائنہ کیا اور زیر دفعہ 161 ضابطہ فوجداری کے تحت گواہان استغاثہ کے بیانات قلمبند کیے۔ اور جائے وقوعہ کا نقشہ Exh.PC بھی تیار کیا۔ انہوں نے ملزمہ کو دو لیڈی کانسٹیبلان جو اُن کے ہمراہ گئی تھیں، کی مدد سے گرفتار کیا۔ انہوں نے ملزمہ کو جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنے کے بعد اُسے جوڈیشل حوالات میں بھیج دیا۔ انہوں نے ملزمہ کے طبی معائنے کی درخواست بھی جمع کروائی۔ جبکہ ملزمہ نے اپنا طبی معائنہ کروانے سے اِنکار کر دیا۔ (درخواست Exh.PD پر ہے) بعد ازاں اس کیس کی تفتیش سیّد محمد امین بخاری، ایس پی (انوسٹی گیشن) شیخوپورہ کے سپرد کر دی گئی۔

7- مورخہ 13-10-2009 کو ملزمہ کے خلاف زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان فردِ جرم عائد کی گئی جس کا ملزمہ نے جرم کی صحت سے انکار کیا اور باقاعدہ مقدمہ چلائے جانے کی استدعا کی جس پر استغاثہ کی طرف سے اس کیس میں مندرجہ ذیل گواہان پیش کیے گئے۔

گواہ استغاثہ نمبر 1: قاری محمد سالم جو کہ اس کیس کا مدعی ہے۔

گواہ استغاثہ نمبر 2: مافیہ بی بی (عینی شاہد)

گواہ استغاثہ نمبر 3: عاصمہ بی بی (عینی شاہد)

گواہ استغاثہ نمبر 4: محمد افضل جو کہ ملزمہ کے ماورائے عدالت اپنے سامنے اِقرارِ جرم کا شاہد ہے۔

گواہ استغاثہ نمبر 5: محمد رضوان سب انسپکٹر، جس نے زیر بحث کیس کی ایف۔آئی۔آر درج کی۔

گواہ استغاثہ نمبر 6: محمد امین بخاری ایس پی (انوسٹی گیشن) شیخوپورہ جنہوں نے اس کیس کی تفتیش کی۔

گواہ استغاثہ نمبر 7: محمد ارشد ایس ایچ او، انہوں نے بھی اس کیس کی تفتیش کی۔

عدالتی گواہ نمبر 1: محمد ادریس جو کہ اس کھیت کا مالک ہے جہاں وقوعہ پیش آیا۔

8- گواہانِ استغاثہ یاسمین بی بی اور مختار احمد کو سرکار کی جانب سے مقرر کردہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر (ADPP) نے غیر ضروری تصور کرتے ہوئے ترک کر دیا اور اس کے بعد مدعی کے وکیل نے اس کیس میں ان کی استغاثہ شہادت ختم کر دی۔

9- زیر دفعہ 342، ضابطہ فوجداری کے تحت دیئے گئے بیان کے مطابق ملزمہ نے کہا:

''میں شادی شدہ عورت ہوں اور میری دو بیٹیاں ہیں۔ میرا خاوند غریب محنت کش ہے۔ میں

دیگر کئی خواتین کے ہمراہ روزانہ اُجرت کی بنیاد پر محمد ادریس کے کھیت میں فالسہ چننے کا کام کرتی تھی۔ وقوعہ کے روز جبکہ میں متعدد دیگر خواتین کے ہمراہ کھیت میں کام کر رہی تھی، تو میرا مافیہ بی بی اور عاصمہ بی بی سے پانی لانے کے معاملے پر تنازعہ ہوا۔ جب میں نے پانی لانے کی پیشکش کی، تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ چونکہ تم ایک عیسائی ہو۔ اس لیے انہوں نے کبھی کسی عیسائی کے ہاتھ سے پانی نہیں لیا، جس پر تنازعہ ہوا۔ اور میرے اور ان گواہانِ استغاثہ خواتین کے مابین تلخ کلامی ہوئی۔ گواہانِ استغاثہ خواتین نے بعد ازاں قاری محمد سالم سے جو کہ اس مقدمہ میں مدعی ہے، اس کی زوجہ کے ذریعہ رابطہ کیا جو کہ ان دونوں خواتین کو پڑھاتی رہتی ہے۔ اس طرح گواہانِ استغاثہ نے قاری سالم کے ساتھ ساز باز کر کے مجھے جھوٹے، من گھڑت اور جعلی مقدمے میں ملوث کیا۔ میں نے بائبل پر حلفیہ بیان دیتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ میں نے اس طرح کے توہین آمیز اور شرمناک الفاظ حضور نبی کریم ﷺ اور قرآن کے متعلق بالکل نہیں کہے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ اور قرآن پاک کا حد درجہ عزت و احترام کرتی ہوں۔ لیکن چونکہ پولیس اس سازش میں مدعی کے ساتھ شریک ہے۔ اس لیے پولیس نے ناجائز طور پر اسے اس مقدمہ میں ملوث کیا ہے۔ گواہانِ استغاثہ خواتین، دونوں حقیقی بہنیں ہیں اور مجھے اس جھوٹے کیس میں ملوث کرنے میں یکساں مفاد رکھتی ہیں۔ کیونکہ جھگڑے کے دوران تلخ کلامی کے باعث ان دونوں کو تذلیل اور بے عزتی محسوس ہوئی۔ مدعی قاری سالم کا مفاد بھی ان خواتین کے ساتھ یکساں ہے۔ کیونکہ اِن دونوں خواتین نے اس کی زوجہ سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔ میرے آباؤ اجداد قیام پاکستان کے وقت اس گاؤں میں مقیم ہیں۔ میری عمر بھی تقریباً 40 سال ہے اور اس واقعہ کے علاوہ اس قسم کی کوئی شکایت پہلے کبھی میرے خلاف پیدا نہیں ہوئی۔ میں ناخواندہ ہوں اور عیسائی مبلغہ نہیں ہوں۔ یہاں تک کہ اس گاؤں میں کوئی عیسائی چرچ بھی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا جب کہ میں اسلامی نظریات سے بھی بالکل نابلد ہوں، تو میں کیسے اللہ کے پیارے نبی ﷺ اور الہامی کتاب قرآن پاک کے متعلق اس قدر بھدّے اور توہین آمیز الفاظ استعمال کر سکتی ہوں۔ گواہِ استغاثہ محمد ادریس بھی مفاد پرست گواہ ہے۔ کیونکہ اس کے مذکورہ بالا خواتین کے ساتھ قریبی خاندانی روابط ہیں۔''

10- ملزمہ کی جانب سے زیرِ دفعہ (2)340، ضابطہ فوجداری کے تحت اپنے حق میں کسی شہادت صفائی کا اختیار استعمال نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی گواہ پیش کیا گیا۔

11- مدعی کے وکیل نے اپنی بحث میں اس بات پر اصرار کیا کہ ملزمہ آسیہ مسیح حضور نبی کریم ﷺ کی توہین کا ارتکاب کر کے زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان اور قرآن پاک کے متعلق توہین آمیز الفاظ استعمال کر کے زیر دفعہ 295/B تعزیرات پاکستان کے جرائم کی مرتکب ہوئی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ چشم دید گواہوں کی مدد سے جن کے روبرو ملزمہ خاتون نے فالسہ کے باغ میں کام کے دوران توہین آمیز اور طنزیہ کلمات ادا کیے اور استغاثہ نے اپنا کیس تمام ممکنہ شبہات سے بالاتر ثابت کر دیا ہے۔ انہوں نے مزید زور دیتے ہوئے کہا کہ معاملہ کی تفتیش ایس پی (انوسٹی گیشن) شیخوپورہ نے کی۔ جنہوں نے بھرپور تفتیش اور تحقیق کے بعد ملزمہ آسیہ مسیح کو جرم کا مرتکب ٹھہرایا۔ اسی طرح گواہ استغاثہ نمبر 6 نے بھی ملزمہ کو بلاشک وشبہ جرم کا مرتکب قرار دے کر استغاثہ کے مؤقف کو تقویت دی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ استغاثہ کے تمام گواہان وقوعہ کے وقت، تاریخ، جگہ اور الفاظ کے متعلق موقف یکساں ہے اور استغاثہ کے ان تمام گواہان کے بیانات میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس معاملہ میں گاؤں کے لوگوں کا ایک اجتماع (اکٹھ) وقوع پذیر ہوا۔ جہاں ملزمہ کو بلایا گیا اور اس نے ان کے روبرو اپنے جرم کا اعتراف کیا اور معافی کی درخواست کی۔ انہوں نے اِس بات کا بھی اقرار کیا کہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک کثیر تعداد کئی نسلوں سے اس گاؤں میں رہ رہی ہے۔ لیکن اس قسم کا کوئی ایک واقعہ بھی ماضی میں پیش نہیں آیا۔ ہر دو قومیں، مسلمان اور عیسائی ایک دوسرے کے مذہبی جذبات اور ایمان کے متعلق تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر ماضی میں توہین رسالتؐ کا وقوعہ ہوا ہوتا، تو فوجداری مقدمات یا گاؤں میں مذہبی تناؤ کی صورت حال ہوتی۔ حالانکہ دونوں قومیں اپنے تمام تر مذہبی اختلافات، ایمان اور مذہبی جذبات کے باوجود ایک ہی گاؤں میں مکمل ہم آہنگی کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ اس گاؤں کی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ ایک عیسائی خاتون نے توہین رسالت ﷺ کے جرم کا ارتکاب کیا۔ لہٰذا مدعی اور گواہان استغاثہ کو اس سے قبل اس قسم کی پولیس مداخلت کی کبھی ضرورت نہ پڑی۔ انہیں یہ سننا نہیں چاہیے تھا۔ انہوں نے پورے زور سے یہ بھی ثابت کیا کہ مدعی مقدمہ، گواہان استغاثہ اور ملزمہ خاتون کے خاندان کے درمیان کوئی پرانی دشمنی بھی نہیں ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ مدعی مقدمہ اور گواہان استغاثہ کی ملزمہ خاتون کے خلاف کوئی بدنیتی یا خفیہ محرک کارفرما نہیں ہے۔ انہوں نے مزید

بیان کیا کہ ملزمہ خاتون نے اپنی صفائی میں کوئی شہادت پیش نہیں کی ہے جس سے ملزمہ کے ارتکاب جرم کی مزید توثیق ہوتی ہے۔ اپنے موٗقف پر دلائل مکمل کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا کہ دونوں گواہانِ استغاثہ (گواہ نمبر 2 اور 3) غیر شادی شدہ بالغ لڑکیاں ہیں اور پردہ نشین بھی ہیں۔ اگر ایسا کوئی وقوعہ نہ پیش آیا ہوتا، یا انہوں نے توہین رسالت ﷺ سے متعلقہ گستاخانہ کلمات نہ سنے ہوتے، تو وہ کبھی بھی عدالت اور گواہی کے کٹہرے میں آ کر پیش نہ ہوتیں۔ لہٰذا وکیل مدعی نے اس بات پر زور دیا کہ ملزمہ کو اس قسم کے جرائم کے ارتکاب کی بھرپور سزا جو کہ سزائے موت ہے، کا مستحق قرار دیا جائے۔

12- دوسری جانب وکیل صفائی نے ملزمہ کا دفاع کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ پہلی بات یہ ہے کہ اس قسم کا مقدمہ قائم کرنے سے قبل صوبائی یا مرکزی حکومت کی اجازت لازمی ہے۔ دوسرا انہوں نے اس بات پر بھی احتجاج کیا کہ توہین رسالت کے مقدمات کی تفتیش ایس۔پی کے عہدے سے کم عہدہ کا کوئی تفتیشی افسر نہیں کر سکتا۔ لیکن یہاں ایک اے۔ایس۔آئی نے اس کیس کی تفتیش کی ہے اور یہ کہ تمام گواہان استغاثہ یکساں مفاد رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے توہین رسالت کو دیکھا نہ سنا۔ دونوں لڑکیاں اور مدعی مقدمہ کے مفادات یکساں ہیں۔ انہوں نے مزید بیان کیا کہ مورخہ 14-06-2009 کو فالسہ باغ میں پانی لانے کے معاملہ پر ملزمہ اور گواہانِ استغاثہ خواتین کے مابین تنازعہ ہوا۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابلِ غور ہے کہ ان مسلمان خواتین نے ملزمہ خاتون جو کہ عیسائی ہے، کے ہاتھ سے پانی پینے سے انکار کیا۔ اور اپنے انتقام کی تسکین کے لیے اور ایک عیسائی عورت کو سبق سکھانے کے لیے، گواہانِ استغاثہ خواتین نے مدعی مقدمہ کی ملی بھگت سے توہین رسالت کی کہانی گھڑی۔ تا کہ ملزمہ خاتون کو فوجداری مقدمہ میں ملوث کر کے ایک بہت بڑے جرم کے ارتکاب کی سزا دلوائی جا سکے جبکہ اس کے علاوہ ایسا کوئی وقوعہ پیش ہی نہیں آیا اور نہ ہی ملزمہ کے منہ سے کوئی توہین رسالت یا توہین قرآن کے متعلق کوئی الفاظ ادا ہوئے۔ انہوں نے زور دے کر یہ بات کہی کہ مسلمان اکثریت نے عیسائی اقلیت کے خلاف ایک خیالی ڈرامہ رچایا ہے۔ اور یہ ڈرامہ ایک ایسے نازک وقت تیار کیا گیا جب اس قسم کے بہت سے واقعات ہمارے پیارے ملک میں وقوع پذیر ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ عوامی اجتماع، جس میں ملزمہ خاتون کو طلب کیا گیا، جہاں اس نے ماورائے عدالت نام نہاد اقرار جرم کیا، کے متعلق

گواہان کے بیانات بابت لوگوں کی تعداد جو وہاں جمع ہوئے، میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں، گواہ استغاثہ نمبر 1 کے بیان کے مطابق جمع شدہ لوگوں کی تعداد 100 کے قریب تھی۔ جبکہ گواہ نمبر 2 کے مطابق 1000، اور گواہ نمبر 3 کے مطابق 2000 تھی۔

معزز وکیل صفائی نے اس بات پر بھی زور دیا کہ وقوعہ مورخہ 14-06-2009 کو پیش آیا۔ جبکہ ایف آئی آر پانچ دن بعد 19-06-2009 کو درج کروائی گئی۔ لہٰذا ایف۔آئی۔آر کا درج کروایا جانا اور اس میں ملزمہ خاتون کو ملوث کیا جانا باہمی مشاورت اور سوچ بچار کا واضح نتیجہ ہے۔ وکیل صفائی نے اپنے دلائل مکمل کرتے ہوئے کہا کہ استغاثہ مایوس کن طور پر اپنی ہی ٹانگوں پر کھڑا رہنے اور ملزمہ خاتون کے خلاف ناقابل تردید اور پراعتماد شہادتیں پیش کر کے جرم ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اور چونکہ ملزمہ کے خلاف ماضی میں بھی اس قسم کے جرم کے ارتکاب کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے، اس لیے ملزمہ کو اس الزام سے بری کیا جائے۔

13- میں نے دونوں فریقین کے معزز وکلا صاحبان کے دلائل سنے اور ریکارڈ مقدمہ کا بھی مطالعہ کیا۔

14- معزز وکیل صفائی نے اپنے دلائل میں دو بنیادی اعتراضات اٹھائے۔

(i) یہ کہ تفتیش ایس پی عہدہ کے افسر نے نہیں بلکہ ایک سب انسپکٹر نے کی۔ اور

(ii) یہ کہ یہ مقدمہ درج کرنے سے پہلے صوبائی یا وفاقی حکومت سے منظوری نہیں لی گئی، جو کہ اس قسم کے مقدمات کے لیے لازمی امر ہے۔

15- جہاں تک پہلے اعتراض کا تعلق ہے۔ تو اس کی تفتیش درحقیقت مسٹر محمد امین بخاری ایس۔پی (انوسٹی گیشن) شیخوپورہ نے کی۔ جنہوں نے گواہی کے کٹہرے میں بطور گواہ استغاثہ نمبر 6 آ کر یہ بیان کیا کہ ڈی۔آئی۔جی/ آر۔پی۔او شیخوپورہ کی چٹھی نمبر 1823 مورخہ 24-06-2009 کے تحت اس مقدمہ کی تفتیش ان کے سپرد کی گئی۔ اور انہوں نے مکمل طور پر اس کیس کی تفتیش کی اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت بیانات قلمبند کیے۔ لہٰذا اس اعتراض کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ معزز وکیل صفائی نے مقدمہ کے بالکل شروع سے لے کر شہادتیں مکمل ہونے تک نہ تو زبانی طور پر اور نہ ہی تحریری طور پر اپنا اعتراض داخل کیا۔

16- ویسے بھی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 196 کی تعمیل اُن جرائم کے لیے ضروری ہے جو

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/A کے زمرہ میں آتے ہیں۔ جبکہ دفعہ 295/C کا وہاں کوئی ذکر نہیں۔ لہٰذا دفعہ 295/C کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 196 کے ساتھ ملانا، قانون سازی کی روح میں مداخلت تصور ہوگا۔ مقننہ کی ذہانت اس سلسلہ میں چیلنج نہیں کی جاسکتی۔

17- استغاثہ نے ان دونوں خواتین کو پیش کیا، جو اس وقوعہ کی چشم دید گواہان ہیں جن کے روبرو تحقیر آمیز کلمات (توہین رسالتؐ) کہے گئے۔ گواہ استغاثہ نمبر 2 اور 3 مافیہ بی بی اور عاصمہ بی بی نے عدالت میں آ کر وہ سب بیان کیا، جو انہوں نے سنا۔ گواہ استغاثہ نمبر 2 مافیہ بی بی نے حلف اٹھا کر کہا کہ مورخہ 14-06-2009 بروز اتوار وہ، عاصمہ بی بی، یاسمین بی بی اور ملزمہ آسیہ مسیح کے ہمراہ گاؤں کے فالسہ کھیت میں موجود تھی۔ ملزمہ آسیہ مسیح مذہب کے لحاظ سے عیسائی ہے۔ ملزمہ آسیہ مسیح جو کہ عدالت میں موجود ہے، نے اُس کے اور دوسروں کے روبرو کہا کہ نبی کریم ﷺ ..............................

.............................................. (نعوذ باللہ)

ملزمہ نے مزید کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے ..............................

.............................................. (نعوذ باللہ) اس نے مزید یہ بھی کہا کہ قرآن پاک کوئی الہامی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ تم مسلمانوں کی تحریر کردہ/مرتب کی ہوئی ہے۔ اس (مافیہ بی بی گواہ استغاثہ نمبر 2) نے اس واقعہ کا ذکر قاری محمد سالم، محمد افضل اور مختار احمد وغیرہ سے کیا۔ جنہوں نے گاؤں کا ایک عوامی اجتماع منعقد کیا جہاں ملزمہ آسیہ مسیح کو بھی بلایا گیا اور اس نے اس عوامی اجتماع میں اپنے جرم کا اِقرار کیا اور معافی کی خواستگار ہوئی۔

18- گواہ استغاثہ نمبر 3 عاصمہ بی بی نے حلف اُٹھا کر یہ بیان دیا کہ مورخہ 14-06-2009 کو وہ، مافیہ بی بی، یاسمین بی بی اور ملزمہ آسیہ مسیح کے ہمراہ فالسہ کے کھیت میں موجود تھی اور فالسے توڑنے کا کام کر رہی تھیں۔ ملزمہ آسیہ مسیح کا تعلق عیسائی مذہب سے ہے۔ فالسہ توڑنے کے کام کے دوران ملزمہ آسیہ مسیح نے اُس کے اور دوسرے لوگوں کے روبرو کہا کہ حضرت محمد ﷺ ..............................

..............................(نعوذ باللہ) اس نے مزید کہا کہ حضرت محمد ﷺ

نے..............................

.....................................................................................(نعوذ باللہ)

اس نے مزید یہ بھی ذکر کیا کہ قرآن پاک کوئی الہامی کتاب نہیں بلکہ انسانوں کی خود ساختہ کتاب ہے۔اس نے دوسرے گواہانِ استغاثہ کے ہمراہ یہ واقعہ قاری محمد سالم مدعی مقدمہ کو بتلایا۔ محمد افضل اور مختار بھی وہاں موجود تھے۔انہوں نے گاؤں کا ایک عوامی اجتماع (اکٹھ) منعقد کیا۔ جہاں ملزمہ آسیہ مسیح کو بھی بُلایا گیا۔اور وہاں اُس نے اپنے جرم کا اقرار کیا اور معافی مانگی۔گواہ استغاثہ کا یہ بیان زیر دفعہ 161 ضابطہ فوجداری تفتیشی افسر کے روبرو قلمبند کیا گیا تھا۔

19- گواہ استغاثہ نمبر 1 قاری محمد سالم خود اس مقدمہ کا مدعی بھی ہے۔اس نے درحقیقت توہین آمیز کلمات براہ راست نہیں سنے بلکہ گواہانِ استغاثہ نمبر 2 اور 3 کی وساطت سے سنے۔ لہٰذا اس کی شہادت "سنی سنائی شہادت" کے زمرہ میں آتی ہے۔

20- گواہ استغاثہ نمبر 4 محمد افضل ولد محمد طفیل ہے۔وہ ماورائے عدالت اقرار جرم کا گواہ استغاثہ ہے۔اس نے گواہان بکس میں آ کر بیان کیا کہ وہ بذاتِ خود اس عوامی اجتماع میں موجود تھا۔ جو اس واقعہ کے بعد منعقد کیا گیا۔جس میں آسیہ مسیح کو لایا گیا۔ جہاں اُس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور معافی کی درخواست کی۔

21- CW-I ایک اہم گواہ تھا جس کا نام محمد ادریس ولد حاجی احمد دین ہے جو کہ فالسہ باغ کا مالک ہے۔گواہان کے کٹہرے میں آ کر اُس نے بیان دیا کہ مورخہ 14-06-2009 کو وہ اپنے گھر میں موجود تھا۔ مافیہ بی بی، عاصمہ بی بی، یاسمین بی بی، قاری محمد سالم اور مختار احمد کے ہمراہ اس کے پاس آئے۔اور اس سے عدالت میں موجود ملزمہ آسیہ مسیح کی طرف سے حضور نبی کریم ﷺ اور قرآن پاک کی توہین، قابلِ اعتراض اور حقارت آمیز کلمات کہے جانے کا واقعہ بیان کیا۔مورخہ 19-06-2009 کو گاؤں کا ایک عوامی اجتماع مختار احمد کے گھر پر منعقد ہوا۔ جس میں وہ بھی موجود تھا۔آسیہ مسیح جو کہ عیسائی ہے، وہاں بلائی گئی جہاں اس کے رو برو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا۔اس کے بیان کے مطابق:

> "اس ملزمہ خاتون نے توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کیا اور نازیبا اور تضحیک آمیز الفاظ قرآن مجید کے متعلق استعمال کیے اور معافی چاہی۔"

اس گواہ کا بیان تفتیشی آفیسر کے روبرو بھی ریکارڈ کیا گیا تھا۔

22- اس نے یہ بات زور دے کر کہی کہ آسیہ مسیح نے حضور نبی کریم ﷺ کی توہین اور

قرآن کے متعلق تضحیک آمیز الفاظ استعمال کرنے کے جرم کا اقرار اس واقعہ کے فوراً بعد اس کے روبرو کیا۔ کیونکہ جونہی یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ (CW-I) پہلا مرد شخص تھا، جو اس باغ کے مالک ہونے کے ناتے سے ان لڑتی ہوئی خواتین کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ وہ خود باغ میں ہی موجود تھا۔

23- وقوعہ کی جگہ پر اس کی موجودگی ایک قدرتی امر ہے۔ کیونکہ ہمارے معاشرہ میں مالکان عام طور پر اپنے کاروبار کی جگہ پر موجود رہتے ہیں۔ خاص طور پر پھلوں کے باغات کے مالکان مزدوروں کی جانب سے چوری روکنے کے لیے، اور خاص طور پر جبکہ خواتین ورکرز کام کر رہی ہوں، پر نگرانی کے لیے وہاں موجود ہوتے ہیں۔ اس کی ملزمہ، خاتون ورکر سے کوئی دشمنی بھی نہیں ہے اور وہ ایک عرصہ سے اس کے ہاں ملازمت میں تھی۔ اس نے ملزمہ کو اعتراف جرم کرنے کے بعد ملازمت سے برطرف کر دیا جو کہ اس کی جانب سے ایک قدرتی ردِعمل تھا۔ لہٰذا اس کی شہادت نہایت قابل اعتماد اور فطری ہے۔ وکیل صفائی بھی اس گواہ پر جرح کے دوران اس کی گواہی پر کوئی شک وشبہ پیدا نہ کر سکا۔

24- چنانچہ گواہِ استغاثہ نمبر 2 اور گواہِ استغاثہ نمبر 3 جو کہ واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں، کے بیانات، بابت توہین آمیز کلمات، واقعہ کے وقت، تاریخ، مقام اور وقوعہ کے دِن کے متعلق مکمل طور پر ایک جیسے ہیں اور انہوں نے اپنے بیانات میں کسی بددیانتی سے کوئی اضافہ نہیں کیا۔ دونوں گواہانِ استغاثہ خواتین نے ملزمہ خاتون کے علاوہ کسی اور شخص کو اِس الزام میں ملوث نہیں کیا۔ دونوں استغاثہ خواتین گواہان کی ملزمہ سے کوئی پرانی دشمنی بھی نہ ہے۔ اس طرح گواہانِ استغاثہ نمبر 1، نمبر 4 اور CW-I کی بھی ملزمہ خاتون یا اس کے خاندان کے کسی مرد شخص سے کوئی پرانی دشمنی نہ ہے، کہ جس کے باعث انہوں نے ملزمہ کے خلاف عدالت میں بیان دیا ہو۔

25- گواہانِ استغاثہ نمبر 2 اور نمبر 3 نوجوان غیر شادی شدہ لڑکیاں ہیں۔ ان کی ملزمہ خاتون کے ہمراہ فالسہ کھیت میں موجودگی ایک قدرتی امر ہے۔ کیونکہ یہ سب اس باغ میں فالسہ توڑنے کی مزدوری کا کام کرتی تھیں۔ لہٰذا وہ کوئی بدنیت یا اتفاقیہ گواہان نہیں ہیں۔

26- ہمارے معاشرے میں عام طور پر خواتین فوجداری مقدمات میں بطور مدعی یا گواہ بننے سے احتراز کرتی ہیں۔ خاص طور پر غیر شادی شدہ نوجوان لڑکیوں کے والدین اپنی بچیوں کو تھانوں، پولیس افسران کے روبرو اور عدالتوں میں بیانات ریکارڈ کروانے اور وکیلوں کے دوران

جرح جیسے سوالات کی وجوہات کی بناء پر اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ لیکن زیر غور مقدمہ میں ان خواتین (گواہ استغاثہ نمبر 2 اور نمبر 3) نے ہر قدم اختیار کیا۔ کیونکہ وہ توہین رسالت ﷺ برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ یاسمین بی بی بھی جو کہ ایک اور گواہ استغاثہ تھی، عدالت کی کارروائی کے دوران مسلسل عدالت میں پیش ہوتی رہی۔ تاہم اس کی گواہی غیر ضروری جان کر ترک کر دی گئی۔

27- اس مقدمہ کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ آسیہ مسیح نے اپنے بیان زیر دفعہ 342 ضابطہ فوجداری کے تحت ریکارڈ کیے گئے سوال نمبر 7 کہ اس کے خلاف یہ مقدمہ کیوں درج ہوا، کے جواب میں اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

> "میں دیگر متعدد خواتین کے ہمراہ کھیت میں کام کر رہی تھیں۔ مافیہ بی بی اور عاصمہ بی بی دونوں خواتین کا میرے ساتھ پانی لانے کے معاملہ پر تنازعہ ہوا۔ جو کہ میں نے ان کے لیے لانے کی پیشکش کی لیکن انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ چونکہ میں ایک عیسائی ہوں، لہٰذا وہ عیسائی کے ہاتھ سے پانی نہیں پیتیں۔ اس بات پر جھگڑا پیدا ہوا، اور میرے اور گواہانِ استغاثہ خواتین کے مابین تلخ کلامی ہوئی۔"

28- یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس تلخ کلامی کی نوعیت کیا ہوگی؟ جب ایک عیسائی اور مسلمان خواتین، کی جانب سے ایک عیسائی خاتون کے ہاتھ سے پینے کا پانی لینے کا انکار کر دیا گیا۔ لہٰذا اس واقعہ نے ایک مذہبی جھگڑے کی شکل اختیار کر لی، اور تلخ کلامی ماسوائے توہین رسالت ﷺ کے کوئی دوسری نہیں ہو سکتی۔

29- یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس گاؤں میں عیسائی حضرات کی ایک کثیر تعداد مسلمانوں کے ساتھ کئی نسلوں سے آباد ہے۔ لیکن ماضی میں اس قسم کا کبھی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ مسلمان اور عیسائی دونوں ایک دوسرے کے مذہبی جذبات اور اعتقادات کے سلسلے میں برداشت اور رواداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر توہین رسالت ﷺ کا اس قسم کا کوئی واقعہ پہلے کبھی اس گاؤں میں پیش آیا ہوتا، تو یقیناً فوجداری مقدمات اور مذہبی جھگڑے اس گاؤں میں پہلے سے موجود ہوتے۔ لہٰذا اس دفعہ یقیناً توہین رسالت ﷺ کا اِرتکاب ہوا ہے۔ جس کے باعث مقدمہ درج ہوا اور عوامی اجتماع بھی منعقد ہوا۔ اور یہ معاملہ اس قصبے اور اِردگرد میں موضوع بحث بن گیا۔

30- یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا۔ کہ نہ تو ملزمہ خاتون نے اپنی صفائی میں کوئی شہادت پیش کی، اور نہ ہی دفعہ (2)340، ضابطہ فوجداری کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے اوپر لگائے گئے اِلزامات غلط ثابت کیے۔

31- مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ استغاثہ نے اس مقدمہ کو کسی شک وشبہ سے بالاتر ثابت کر دیا ہے۔ تمام گواہانِ استغاثہ نے استغاثہ کے مؤقف کی متفقہ اور مدلل انداز میں تائید وتصدیق کی ہے۔ گواہانِ استغاثہ اور ملزمہ، اُن کے بزرگوں، یا ان کے خاندانوں میں کسی دشمنی کا وجود نہیں پایا جا سکا۔ لہٰذا ملزمہ خاتون کو ناجائز طور پر اس مقدمہ میں ملوث کیے جانے کا قطعاً کوئی امکان نہیں۔ ملزمہ کو اس مقدمہ میں کوئی رعایت دیئے جانے کا بھی کوئی جواز موجود نہیں۔ لہٰذا میں ملزمہ آسیہ مسیح زوجہ عاشق کو زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان موت کی سزا کا مجرم ٹھہراتا ہوں۔ ملزمہ کو اس کی موت واقع ہونے تک گردن سے لٹکایا جائے۔ تاہم سزائے موت پر عملدرآمد اس وقت تک ملتوی رہے گا، جب تک معزز عدالت عالیہ لاہور سے اس فیصلے کی تصدیق نہیں ہو جاتی۔ مجرمہ عدالت کے روبرو حراست میں موجود ہے، جس کو بتا دیا گیا ہے، کہ وہ اس فیصلے کے خلاف 7 روز کے اندر اپیل دائر کر سکتی ہے۔ اس کو -/1,00,000 روپے جرمانہ کی ادائیگی کا حکم بھی دیا جاتا ہے۔ جس کی عدم ادائیگی کی صورت میں اس کو چھ ماہ کی مزید قید محض دی جائے گی۔ فیصلے کی نقل ملزمہ کو بغیر کسی ادائیگی کے فراہم کی جائے گی۔ فائل مکمل کیے جانے کے بعد ریکارڈ روم میں محفوظ کی جاوے۔

دستخط:

جناب محمد نوید اقبال

ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب

تاریخ فیصلہ

8 نومبر 2010ء

# لاہور ہائی کورٹ، لاہور

## آسیہ مسیح بنام سرکار، اکتوبر 2014ء

# لاہور ہائی کورٹ، لاہور

## آسیہ مسیح بنام سرکار

## ابتدائی معلومات

| | | |
|---|---|---|
| عنوان مقدمہ | : | آسیہ مسیح بنام سرکار |
| مقدمہ قتل نمبر | : | 614/2010 |
| فوجداری اپیل نمبر | : | 2509/2010 |
| تاریخ سماعت | : | 16 اکتوبر، 2014ء |
| تاریخ فیصلہ | : | 16 اکتوبر، 2014ء |

وکلائے اپیل کنندہ : چودھری نعیم شاکر، سردار خلیل طاہر سندھو اور ایس۔ کے چودھری، ایڈووکیٹس۔

وکلاء برائے مدعی : غلام مصطفیٰ چودھری، حمید احمد چودھری، محمد طاہر کھوکھر، عامر لطیف سبحانی، چودھری خالد محمود، محمد جاوید اقبال رمدے اور طاہرہ شاہین، ایڈووکیٹس۔

وکیل برائے سرکار مرزا عابد مجید، ڈپٹی پراسیکیوٹر جنرل۔

# فیصلہ

## جناب جسٹس سید شہباز علی رضوی

-1 زیر دفعہ 295-C تعزیرات پاکستان جرم کے تحت اپیل کنندہ آسیہ مسیح کے خلاف ایف آئی نمبر 326 مورخہ 19-06-2009، مندرج بر پولیس سٹیشن صدر ننکانہ صاحب کے حوالے سے مقدمہ چلایا گیا اور بذریعہ فاضل ایڈیشنل سیشن جج، ننکانہ صاحب بمطابق فیصلہ مورخہ 08-11-2010 اسے جرم کا مرتکب قرار دیا گیا اور اسے مندرجہ ذیل سزا کا مستحق ٹھہرایا گیا:

> "زیر دفعہ 295-C تعزیرات پاکستان، سزائے موت مع جرمانہ مبلغ ایک لاکھ روپے (Rs.100,000/-) اور جرمانے کی عدم ادائیگی کی صورت میں اسے مزید 6 ماہ قید محض بھگتنی ہوگی۔"

-2 یہ فیصلہ برائے سزائے موت (غلطی سے مذکور فیصلہ قتل) نمبر 614 سال 2010ء جسے زیر دفعہ 374 مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت معزز عدالت نے برائے اطلاع یا بصورت دیگر جرم کی مرتکب آسیہ مسیح اور اس کی طرف سے دائر کی گئی فوجداری اپیل نمبر 2509 سال 2010ء، ہمیں بھجوایا گیا جس کا فیصلہ ہم نے کرنا ہے۔

-3 قاری محمد سالم (گواہ استغاثہ نمبر 1)، کی طرف سے درج کروائی گئی ایف آئی آر کے مطابق مختصر حقائق یہ ہیں کہ مورخہ 14-06-2009ء کو گاؤں کی ایک عیسائی مبلغہ، مع دیگر خواتین بشمول مافیہ بی بی (گواہ استغاثہ نمبر 2)، عاصمہ بی بی (گواہ استغاثہ نمبر 3) اور یاسمین (جسے بطور گواہ استغاثہ، ترک کر دیا گیا)، محمد ادریس (CW نمبر 1) کے کھیت میں سے

فالسہ چُن رہی تھیں جہاں ملزمہ نے یہ کہتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے خلاف گستاخانہ اوراہانت آمیز الفاظ استعمال کیے کہ اپنی وفات سے ایک ماہ قبل مسلمانوں کے پیغمبر (معاذ اللہ) بیمار ہو گئے اور ............ اس نے مزید کہا کہ تمہارے پیغمبر ﷺ نے ............

............................................................................................................

............................................................................................. (نعوذ باللہ)

اس نے مزید کہا کہ قرآن پاک اللہ کا نہیں بلکہ انسان کا کلام ہے۔ گواہان استغاثہ، یہ معاملہ مدعی قاری محمد سالم اور دیگر کے علم میں لائے۔ مورخہ 19-06-2009 کو مدعی مقدمہ (قاری محمد سالم) محمد افضل اور مختار احمد کے ہمراہ عاصمہ بی بی وغیرہ اور آسیہ مسیح (اپیل کنندہ) کے پاس گیا اور اس سے واقعہ سے متعلق استفسار کیا جس نے علی الاعلان اپنے جرم کا اعتراف کیا، یوں اس کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔

-4 استغاثہ نے اپنا مقدمہ ثابت کرنے کی خاطر 7 گواہان کو پیش کیا۔ قاری محمد سالم (گواہ استغاثہ نمبر 1) جو مدعی اور ماورائے عدالت ملزمہ کے اقبال جرم کا گواہ ہے۔ اس کے علاوہ استغاثہ نے (گواہ استغاثہ نمبر 2) مافیہ بی بی اور (گواہ استغاثہ نمبر 3) عاصمہ بی بی پیش کیے جنہوں نے وقوعہ کے متعلق اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا۔ گواہ استغاثہ نمبر 4، محمد افضل، ماورائے عدالت ملزمہ کے اقبال جرم کا گواہ ہے، گواہ استغاثہ محمد رضوان، ایس آئی نے ایف آئی آر تحریر کی اور سید محمد امین بخاری، ایس پی، گواہ استغاثہ نمبر 6، نے زیر دفعہ 156-A، مجموعہ ضابطہ فوجداری، تفتیش کرنے کے علاوہ تفتیش مکمل بھی کی، جبکہ گواہ استغاثہ نمبر 7، محمد ارشد، ایس آئی نے مقدمہ ہذا کی ابتدائی تفتیش کی جبکہ جائے وقوعہ کے مالک محمد ادریس پر بطور (CW1) جرح کی گئی۔

-5 استغاثہ نے فاضل پبلک پراسیکوٹر کے ذریعے گواہان استغاثہ یلیین بی بی اور مختار احمد کی گواہی کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے ترک کر دیا اور استغاثہ کی گواہی بند کر دی۔

-6 اپیل کنندہ کا بیان زیر دفعہ 342 مجموعہ ضابطہ فوجداری، قلمبند کیا گیا جس نے صحت جرم/الزامات سے اس طرح انکار کیا:

''میں شادی شدہ عورت ہوں اور میری دو بیٹیاں ہیں۔ میرا خاوند غریب محنت کش ہے۔ میں دیگر کئی خواتین کے ہمراہ روزانہ اُجرت کی بنیاد پر محمد ادریس کے کھیت میں فالسہ چُننے

کا کام کرتی تھی۔ وقوعہ کے روز جبکہ میں متعدد دیگر خواتین کے ہمراہ کھیت میں کام کر رہی تھی، تو میرا مافیہ بی بی اور عاصمہ بی بی سے پانی لانے کے معاملے پر تنازعہ ہوا۔ جب میں نے پانی لانے کی پیشکش کی، تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ چونکہ تم ایک عیسائی ہو۔ اس لیے انہوں نے کبھی کسی عیسائی کے ہاتھ سے پانی نہیں لیا، جس پر تنازعہ ہوا۔ اور میرے اور ان گواہان استغاثہ خواتین کے مابین تلخ کلامی ہوئی۔ گواہان استغاثہ خواتین نے بعد ازاں قاری محمد سالم سے جو کہ اس مقدمہ میں مدعی ہے، اس کی زوجہ کے ذریعہ رابطہ کیا جو کہ ان دونوں خواتین کو پڑھاتی رہتی ہے۔ اس طرح گواہان استغاثہ نے قاری سالم کے ساتھ ساز باز کر کے مجھے جھوٹے، من گھڑت اور جعلی مقدمے میں ملوث کیا۔ میں نے بائبل پر حلفیہ بیان دیتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ میں نے اس طرح کے توہین آمیز اور شرمناک الفاظ حضور نبی کریم ﷺ اور قرآن کے متعلق بالکل نہیں کہے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ اور قرآن پاک کا حد درجہ عزت و احترام کرتی ہوں۔ لیکن چونکہ پولیس اس سازش میں مدعی کے ساتھ شریک ہے۔ اس لیے پولیس نے ناجائز طور پر اسے اس مقدمہ میں ملوث کیا ہے۔ گواہان استغاثہ خواتین، دونوں حقیقی بہنیں ہیں اور مجھے اس جھوٹے کیس میں ملوث کرنے میں یکساں مفاد رکھتی ہیں۔ کیونکہ جھگڑے کے دوران تلخ کلامی کے باعث ان دونوں کو تذلیل اور بے عزتی محسوس ہوئی۔ مدعی قاری سالم کا مفاد بھی ان خواتین کے ساتھ یکساں ہے۔ کیونکہ اِن دونوں خواتین نے اس کی زوجہ سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔ میرے آباؤ اجداد قیام پاکستان کے وقت اس گاؤں میں مقیم ہیں۔ میری عمر بھی تقریباً 40 سال ہے اور اس واقعہ کے علاوہ اس قسم کی کوئی شکایت پہلے کبھی میرے خلاف پیدا نہیں ہوئی۔ میں ناخواندہ ہوں اور عیسائی مبلغہ نہیں ہوں۔ یہاں تک کہ اس گاؤں میں کوئی عیسائی چرچ بھی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا جب کہ میں اسلامی نظریات سے بھی بالکل نابلد ہوں، تو میں کیسے اللہ کے پیارے نبی ﷺ اور الہامی کتاب قرآن پاک کے متعلق اس قدر بھدّے اور توہین آمیز الفاظ استعمال کر سکتی ہوں۔ گواہ استغاثہ محمد ادریس بھی مفاد پرست گواہ ہے۔ کیونکہ اس کے مذکورہ بالا خواتین کے ساتھ قریبی خاندانی روابط ہیں۔"

7- اپیل کنندہ، زیر دفعہ (2)340 مجموعہ ضابطہ فوجداری، اپنی صفائی میں بیان حلفی دینے کے لیے حاضر نہیں ہوئی تا کہ اس کے خلاف عائد کئے گئے الزام کی تردید ہو سکے اور نہ ہی اس نے صفائی کا کوئی گواہ پیش کیا۔

-8 مقدمہ مکمل ہونے کے بعد اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا گیا اور معزز عدالت نے اسے سزا کا مستحق ٹھہرایا جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

-9 اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کا موقف ہے کہ دونوں چشم دید گواہان، مافیہ بی بی، گواہ استغاثہ نمبر 2 اور عاصمہ بی بی، گواہ استغاثہ نمبر 3، جو مدعی کی بیوی کی شاگرد ہیں، جو اپیل کنندہ اور گواہان کے درمیان تو تو میں میں کے باعث مقدمہ ہذا کی غرض مند اور مخاصمانہ گواہ ہیں۔ تاہم، گواہ استغاثہ نمبر 1، قاری محمد سالم نے حالات کو مزید بھڑکایا اور اس معاملے کو ایک جھوٹے مقدمے میں بدل دیا، یہ بھی کہ ماورائے عدالت اقبال جرم، متنازع ہے۔ فاضل عدالت نے تزکیۃ الشہود کے ذریعے دونوں گواہان کی صداقت کو نہیں جانچا جو معزز سپریم کورٹ کے فیصلہ "ایوب مسیح بنام سرکار" (PLD 2002 SC 1048) کے تحت توہین رسالت کے مقدمے کے لیے ضروری ہے، یہ بھی کہ گواہان استغاثہ کے بیانات میں موافقت نہیں، یہ بھی کہ ایف آئی آر کے اندراج میں پانچ دنوں کی غیر معمولی تاخیر ہوئی جس سے گواہان کی صداقت کے متعلق شک پیدا ہوتا ہے؛ یہ بھی کہ گواہان نے جھوٹی کہانی گھڑی؛ یہ بھی کہ اپیل کنندہ نے زیر دفعہ 342 مجموعہ ضابطہ فوجداری، اپنے قلمبند کیے بیان میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن پاک کے متعلق اپنی بھرپور تکریم کا اظہار کیا اور تفتیشی افسر کے سامنے بائبل پر حلف اٹھاتے ہوئے اپنی بے گناہی کا اظہار کیا؛ یہ کہ تفتیشی افسر نے نہ تو جائے وقوعہ کا دورہ کیا اور نہ ہی اس نے علاقے کے لوگوں سے تفتیش کی، اس لیے اپیل کنندہ بے گناہ اور بریت کی مستحق ہے۔

-10 اس کے برعکس، فاضل ڈپٹی پراسیکیوٹر جنرل جس کی معاونت مدعی کے فاضل وکیل نے کی، نے ان دلائل کی مخالفت کی جو اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے اٹھائے تھے اور دلیل دی کہ اپیل کنندہ نے ایک مکروہ جرم کا ارتکاب کیا اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا، یہ کہ ایف آئی آر کے اندراج میں تاخیر کی بخوبی وضاحت کر دی گئی، چونکہ الزامات بہت سنگین تھے، اس لیے ان الزامات کی تصدیق کی گئی اور معاملہ سے پولیس کو مطلع کیا گیا؛ یہ کہ دونوں چشم دید گواہان جنھوں نے اپیل کنندہ کی طرف سے گستاخانہ اور اہانت آمیز الفاظ سنے، پر مقدمہ کے اہم پہلو، توہین رسالت کے لحاظ سے جرح نہیں کی گئی اور عدالت نے انتہائی درست طور پر اپیل کنندہ کو مجرم ٹھہرایا۔

11- ہم نے فاضل وکیل برائے اپیل کنندہ، فاضل ڈپٹی پراسیکیوٹر جنرل کے علاوہ مدعی کے فاضل وکیل کے دلائل سماعت کیے اور ان کی بھرپور معاونت کے ذریعے ریکارڈ ملاحظہ کیا۔

12- ایف آئی آر کے جائزے اور وقوعہ کے چشم دید گواہان کے بیانات سے ان گستاخانہ اور اہانت آمیز الفاظ کا اظہار ہوتا ہے جن کے ذریعے زیر دفعہ C-295 تعزیرات پاکستان، جرم متشکل ہوتا ہے اور استغاثہ نے اپیل کنندہ کے خلاف جرم ثابت کرنے کے لیے دو قسم کی گواہیاں، براہ راست گواہی (چشم دید بیان) اور ماورائے عدالت اقبال جرم گواہی، پیش کیں۔ اس واقعہ کو ثابت کرنے کی خاطر، استغاثہ نے مافیہ بی بی، گواہ استغاثہ نمبر 2 اور عاصمہ بی بی، گواہ استغاثہ نمبر 3، پیش کیے جنہوں نے وقوعہ کا احوال بیان کیا جو محمد ادریس (CW-1) کے فالسہ کے کھیتوں میں پیش آیا۔ مافیہ بی بی، گواہ استغاثہ نمبر 2، نے خود پر جرح کے دوران بیان کیا:

"ملزمہ آسیہ مسیح مذہب کے لحاظ سے عیسائی ہے۔ ملزمہ آسیہ مسیح جو کہ عدالت میں موجود ہے، نے اُس کے اور دوسروں کے روبرو کہا کہ حضرت محمد ﷺ ..........

.......... ملزمہ نے مزید کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے

.......... اس نے مزید یہ بھی کہا کہ قرآن پاک کوئی الہامی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ تم مسلمانوں کی تحریر کردہ/مرتب کی ہوئی ہے۔.........."

چشم دید گواہ پر کی گئی جرح کے تفصیلی جائزے سے یہ حیران کن حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس پر صفائی کی طرف سے جرح نہیں کی گئی اور اپیل کنندہ کے خلاف اس کا بیان پیش کیا گیا جس سے اپیل کنندہ پر جرم میں ملوث ہونے کا الزام ثابت ہوتا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ گواہ کے بیان کو رد کرنے کے لیے ایک بھی سوال نہیں اٹھایا گیا جس میں اپیل کنندہ کے خلاف توہین رسالت ﷺ کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

اسی طرح، عاصمہ بی بی، گواہ استغاثہ نمبر 3 نے خود پر جرح کے دوران یوں بیان کیا:

"فالسہ توڑنے کے کام کے دوران ملزمہ آسیہ مسیح نے اُس کے اور دوسرے لوگوں کے روبرو کہا کہ حضرت محمد ﷺ .......... اس نے مزید کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے .......... اس

نے مزید یہ بھی ذکر کیا کہ قرآن پاک کوئی الہامی کتاب نہیں بلکہ انسانوں کی خود ساختہ کتاب ہے۔.........."

اس گواہ پر صفائی کی طرف سے جرح کے ذریعے اسی معمول کے رویے کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ سچ کی تلاش کے لیے اس کے بیان پر کوئی سوالات نہیں اٹھائے گئے تا کہ اس کے بیان کو غلط ثابت کیا جائے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صفائی نے اس سنجیدگی سے اپنے مقدمہ سے دفاع نہیں کیا جو اس ضمن میں مطلوب تھی کیونکہ استغاثہ کے مقدمہ کے انتہائی متعلقہ پہلو؛ مورخہ 14-06-2009 کو محمد ادریس (CW-1) کے فالسہ کے کھیت میں دیگر مسلمان کارکن خواتین کے ساتھ موجودگی، بشمول مافیہ بی بی گواہ استغاثہ نمبر2، عاصمہ بی بی گواہ استغاثہ نمبر3، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق توہین آمیز کلمات کا بیان اور چشم دید گواہان کی موجودگی میں قرآن پاک کے متعلق گستاخانہ الفاظ کا اظہار، بدستور نا قابلِ تردید ہی رہا۔ معزز سپریم کورٹ نے قانونِ شہادت آرڈر، 1984ء کی دفعہ نمبر 132 کے متعلق بحث کرتے ہوئے بار بار یہ کہا کہ جب جرح کے دوران ایک خاص اور ٹھوس حقیقت بیان کی جاتی ہے اور اس پر جرح نہیں کی جاتی تو اس سے مراد اس بیان کی من وعن قبولیت ہے۔ اس ضمن میں مقدمہ بعنوان حافظ تصدق حسین بنام لعل خاتون و دیگر (PLD 2011 Supreme Court 296) کافی ہے جس میں سپریم کورٹ نے یوں فیصلہ دیا:

"اس کے ذریعے مقدمہ ہذا، اس اصول کے تحت آ جاتا ہے کہ اگر ایک ٹھوس حقیقت، جرح کے دوران بیان کی گئی ہو اور اس پر کوئی اعتراض ر جرح نہ کی جائے تو اسے قبولیت کا اظہار سمجھا جائے گا۔"

اسی قسم کا نکتہ نظر، اس ملک کی سپریم کورٹ کے متعدد فیصلوں میں اختیار کیا گیا ہے۔

اس کے باعث ہم بھی یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہیں کہ جہاں تک اپیل کنندہ کی طرف سے گستاخانہ اور توہین آمیز الفاظ بولنے کا تعلق ہے، گواہ استغاثہ نمبر 2، مافیہ بی بی کا بیان ، بدستور نا قابل تردید رہتا ہے، اس لیے اس بیان کو قبول کیا جاتا ہے اور حتیٰ کہ گواہ استغاثہ نمبر3، عاصمہ بی بی پر بھی اس ضمن میں نیم دلانہ جرح کی گئی۔

فالسہ کھیت میں چشم دید گواہ کے علاوہ اپیل کنندہ کی بیک وقت موجودگی، دونوں گواہان استغاثہ سے پوچھے گئے اس سوال کے ذریعے قابل تردید نہیں۔ مافیہ بی بی گواہ استغاثہ

نمبر 2 سے یوں پوچھا گیا:

"یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے ملزمہ آسیہ مسیح کے خلاف اس جھگڑے کی وجہ سے بیان دیا جو اسی دن فالسہ چنتے ہوئے میرے اور آسیہ بی بی کے درمیان پیش آیا۔"

یہی سوال گواہ استغاثہ نمبر 3، عاصمہ بی بی سے کیا گیا جو مندرجہ ذیل ہے:

"یہ کہنا غلط ہے کہ وقوعہ کے روز، میرے اور ملزمہ آسیہ مسیح کے درمیان، متذکرہ باغ میں پینے کے پانی کے معاملے پر جھگڑا پیش آیا۔"

ہم نے محسوس کیا ہے کہ دفاع کی طرف سے چشم دید گواہان کی طرف سے اپیل کنندہ کے خلاف کسی بھی پرانی دشمنی کی نشاندہی نہیں ہو سکی تا کہ اسے اس قسم کے ہولناک جرم میں جھوٹے طور پر ملوث کیا جائے۔ مزید برآں، CW-1، محمد ادریس، ایک آزاد شخص کی گواہی جو اس وقت کھیت میں موجود تھا، چشم دید گواہان کی طرف سے پیش کی گئی گواہی کی بھرپور تصدیق کرتی ہے۔ اصل وقوعہ کے متعلق دونوں چشم دید گواہان کے سیدھے اور غیر متزلزل بیانات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ان کے بیانات پر یقین نہ کریں۔

13- جہاں تک اپیل کنندہ کی طرف سے معاملے کے متعلق پولیس کو مطلع کرنے میں تاخیر کے متعلق اعتراض کا تعلق ہے، ہماری رائے یہ ہے کہ یہ چیز، مقدمہ ہذا میں کسی بھی اہمیت کی حامل نہیں جب استغاثہ کی طرف سے پیش کی گئی براہ راست گواہی موافق، مربوط اور نہایت پُراعتماد ہے کیونکہ اس قسم کی تاخیر صرف اس وقت اہمیت اختیار کرتی ہے جب ایسا معلوم ہو رہا ہو کہ استغاثہ کی گواہی اور مقدمہ کے دیگر حالات، ملزم کے حق میں ہونے جا رہے ہیں۔ بصورت دیگر بھی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ استغاثہ کی طرف سے معاملے کے متعلق پولیس کو تاخیر سے آگاہ کرنے کے ذریعے کوئی بھی ناجائز فائدہ نہیں حاصل کیا گیا بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی کی طرف سے مقدمہ کی سنجیدگی اور سنگینی کے باعث معاملہ سے پولیس کو آگاہ کرنے سے قبل، اس نے غیر معمولی احتیاط سے کام لیا۔ مندرجہ بالا بحث کے باوجود بھی، ملزمہ کی طرف سے گواہان استغاثہ کے متعلق کسی بھی قسم کی بدنیتی کا اظہار نہیں کیا گیا۔

14- دوران تفتیش یا پھر معزز عدالت کے روبرو، جہاں تک وقوعہ کے وقت کھیت میں دیگر خواتین کی غیر موجودگی کے متعلق دلیل کا تعلق ہے، ایک اور معزز عدالت نے پہلے ہی اسی

قسم کے ایک مقدمے بعنوان بشیر احمد بنام سرکار (2005 YLR 985) میں فیصلہ کرنے کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں مختلف واقعات کا حوالہ دینے کے ذریعے متعلقہ معاملے پر تفصیلی گفتگو کی اور فیصلے کے صفحہ نمبر 991 پر یوں تحریر کیا:

> ''زیر دفعہ 295-C تعزیرات پاکستان، جرم کو متشکل کرنے کے لیے گواہاں کی بڑی تعداد درکار نہیں اور یہ ضروری نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے خلاف اس قسم کے گستاخانہ اوراہانت آمیز زبان کا استعمال، کھلے عام بلند آواز یا پھر کسی جلسے میں یا پھر کسی خاص جگہ پر بولنے چاہییں، بلکہ کسی واحد گواہ کا بیان خواہ کسی نے نبی اکرم ﷺ کے خلاف گھر کے اندر توہین کی، اس قسم کی توہین کا مرتکب فرد، سزائے موت کا مستحق ہے۔''

اس لیے یہ دلیل، صفائی کے موقف کے لیے مفید نہیں۔

15- ایک ہی گواہ استغاثہ، یعنی گواہ استغاثہ نمبر 1، قاری محمد سالم اور گواہ استغاثہ نمبر 4، محمد افضل کے علاوہ CW-1، محمد ادریس، کی طرف سے ملزمہ کے ماورائے عدالت اقبال جرم کے متعلق گواہی پیش کرنے کا تعلق ہے کہ ملزمہ نے علی الاعلان اپنے جرم کا اقرار کیا، ماورائے عدالت اقبال جرم سمجھا نہیں جا سکتا کیونکہ اقبال جرم کے کسی وقت، تاریخ اور ارتکاب کا ذکر نہیں اور مزید کسی ایسے حالات کا ذکر نہیں جن کے تحت اپیل کنندہ نے مبینہ طور پر جرم کا ارتکاب کیا، مبینہ اقبال جرم کے بیان میں بیان کیے گئے۔

16- اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کی طرف سے عملی مثال (مقدمہ) کا جائزہ لینے کے بعد ہم نے یہ محسوس کیا کہ یہ عملی مثال، مقدمہ ہذا کے حقائق اور حالات پر منطبق نہیں ہوتی جس طرح محمد محبوب عرف بُوبا بنام ریاست (PLD 2002 Lahore 587) میں ملزم نے مسجد کے صدر دروازے پر اشتہار چسپاں کیا اور استغاثہ کی گواہی ناکافی تھی۔ (PLD 2002 Supreme Court 1048) میں گواہان استغاثہ کو ملزم کے بارے میں مخاصمتی پایا گیا جبکہ مقدمہ ہذا میں فریقین کے درمیان کوئی پرانی دشمنی، مقدمہ کے دوران نہیں پائی گئی بلکہ اس میں تو یہ معاملہ ہے کہ اپنے دیگر افراد خانہ کے ہمراہ اپیل کنندہ، دہائیوں سے مقدمہ ہذا کے مدعی اور گواہان کے ساتھ پُرامن طور پر رہتی رہی ہے۔

تمام حالات پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس امر کو ثابت کرنے

کے لیے ریکارڈ پر مناسب اور معقول گواہی موجود ہے کہ اپیل کنندہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے پاک نام کی بے حرمتی کی جو دفعہ 295-C تعزیرات پاکستان کے تحت جرم متشکل کرتا ہے کیونکہ استغاثہ نے گواہ استغاثہ نمبر 2 اور گواہ استغاثہ نمبر 3 کی براہ راست اور نا قابل تردید گواہی کے ذریعے یہ الزام ثابت کر دیا ہے، جس کی مزید تصدیق CW-1 کے بیان کے علاوہ گواہ استغاثہ نمبر 6، سید محمد امین بخاری، سپرنٹنڈنٹ پولیس کی طرف سے کی گئی تفتیش سے ہو جاتی ہے، اس لیے معزز عدالت کی طرف سے ملزمہ کو جرم کا مرتکب ٹھہرانے کا فیصلہ برقرار رکھا جاتا ہے۔

18- جہاں تک اپیل کنندہ کو دی گئی سزا کی مقدار کا تعلق ہے، مقدمہ کے اس پہلو اور متعلقہ قانون کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد ہماری رائے ہے کہ اگر اپیل کنندہ کے جرم کی نوعیت کو کم کرنے کے کوئی حالات موجود بھی ہیں تو پھر بھی عدالت ہذا، قانون کے مطابق دی گئی سزا کو بدل نہیں سکتی جس کا تعین معزز فیڈرل شریعت کورٹ نے مورخہ 30 اکتوبر 1990ء کو محمد اسمٰعیل قریشی بنام پاکستان بذریعہ سیکرٹری لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز (PLD 1991 FSC10) اور حالیہ مقدمہ الیاس مسیح مونم ایڈووکیٹ و دیگر بنام حکومت پاکستان و دیگر (PLD 2014 FSC 18) نے اپنے فیصلے میں کیا جس میں زیر دفعہ 295-C سزا کے متعلق آخری قانونی حیثیت پر یوں زور دیا گیا ہے:

"اس قانونی مسئلہ کے متعلق کوئی اعتراض اور حجت نہیں ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعہ 203-D کی شق (b)3 کے مطابق، کوئی قانون یا شق جس کی حد تک یہ سمجھا جائے کہ یہ اسلام کے حکم کے متصادم ہے، یہ قانون یا شق، اسی دن سے غیر موثر ہو جائے گی جس دن سے عدالت کا فیصلہ موثر ہوتا ہے۔ عدالت کے فیصلہ بمطابق مورخہ 30-10-1990، زیر دفعہ جرم 295-C تعزیرات پاکستان، کو قرآن پاک اور حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت کے حکم کے متصادم قرار دیا اور حکم دیا کہ اسے 30 اپریل 1991ء تک حذف کر دیا جائے۔ جو اپیل، فیڈرل شریعت کورٹ کے مندرجہ بالا فیصلہ کے خلاف دائر کی گئی، اسے بھی مورخہ 19-05-1991 کو سپریم کورٹ کی فیڈرل شریعت کورٹ نے مسترد کر دیا۔ مندرجہ بالا قانونی حیثیت کو فیڈریشن نے سیکرٹری، وزارت قانون، انصاف اور انسانی حقوق کے ذریعے مورخہ 04-10-2013 کو پیش کی گئی ایک رپورٹ کے ذریعے واضح طور پر تسلیم کر لیا جس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ، اس حد تک قابل نفاذ ہے

کہ زیر دفعہ C-295، عمر قید کی سزا اس تاریخ سے حذف کی جائے جس دن، 30-04-1991 سے فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ موثر ہوا ہے۔تاہم، فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ، حتمی صورت اختیار کر چکا ہے۔اس لیے، سزا، یعنی، عمر قید جس کا تعلق زیر دفعہ C-295 جرائم کے ارتکاب سے ہے، وہ 30-04-1991 سے غیر موثر ہو چکی ہے۔ نتیجے کے طور پر، سیکرٹری، وزارت قانون، انصاف و انسانی حقوق، حکومت پاکستان، اسلام آباد کو عدالت کے فیصلے مورخہ 30-10-1990 پر اس کی روح کے مطابق عمل درآمد کرنے کے لیے مناسب اور ضروری اقدامات کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔اسے یہ امر یقینی بنانا ہوگا کہ سزا، زیر دفعہ C-295 تعزیرات پاکستان، کو تعزیرات پاکستان کے علاوہ قانون کی متعلق کتب میں سے حذف کیا جائے اور رجسٹرار، ہائی کورٹس کو ہدایت کی جائے کہ اسے پاکستان کے تمام جوڈیشل افسروں کو بھجوا دیا جائے۔اس ضمن میں ایک رپورٹ، سیکرٹری وزارت قانون، انصاف اور انسانی حقوق، حکومت پاکستان، اسلام کی طرف سے دو ماہ کے اندر پیش کی جائے گی۔"

19- مندرجہ بالا تمام حالات اور بحث کو مدنظر رکھتے ہوئے اور پھر گواہی کی قابل قبول حیثیت کے متعلق اصول کو منطبق کرنے کے بعد اور اپیل کنندہ کے خلاف زیر دفعہ C-295 تعزیرات پاکستان، مجرم ٹھہرانے اور سزا دینے کے متعلق اپنی رائے کے بعد ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہی مناسب ہے کہ اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کے دلائل پر تبصرہ کیا جائے کہ اس قسم کے مقدمات میں، عدالت کی طرف سے اپنایا گیا طریقہ تفتیش کہ جس کے ذریعے گواہ کی اعتباریت کے متعلق خود کو مطمئن کرنے کے لیے، تزکیہ الشہود ایک جانچ ہونی چاہیے جس طرح عدالت کی طرف سے قوانین حدود (1979) کے تحت جرم کے متعلق بتایا گیا۔اس ضمن میں کوئی تنازع نہیں کہ اس جانچ پر اطلاق کرتے ہوئے جسے اسلامی قانون کے تحت بخوبی تسلیم شدہ حدود کے نفاذ کے مقدمات میں، عدالت، گواہ کی اعتباریت کے معیار پر جائز طور پر اصرار کر سکتی ہے لیکن ہماری پختہ رائے ہے کہ اس قسم کے اعلیٰ سطحی معیار کی گواہی کی اعتباریت کی جانچ کے لیے عملی قانون میں متعلقہ ترمیم کی غیر موجودگی میں تزکیہ الشہود کے قانون کو دیگر مقدمات پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ یہ قانونی مفروضہ، ایوب مسیح بنام سرکار (PLD 2002 SC 1048) کے حوالے سے زیر غور آیا لیکن معزز سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے اس

مفروضے کے اطلاق کو پابند نہیں کیا:

''مقدمہ کے استحقاق (میرٹ) کے مطابق اپیل کنندہ بریت کا مستحق ہے۔ اس لیے اس موقف کو ظاہر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیا جرم زیر دفعہ 295-C تعزیرات پاکستان، حد کا سزاوار ہے جسے اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے ایک متبادل اپیل کی حیثیت سے اس موقف کی حیثیت سے اٹھایا کہ اسے ایسا سمجھا جائے جس پر زور نہیں دیا گیا اور سوال کھلا چھوڑ دیا گیا بشرطیکہ اپیل کنندہ کو مقدمہ کے استحقاقات کے مطابق شک کا فائدہ دینے کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے سوال کو کھلا چھوڑا جاتا ہے۔''

اس لیے، ایک ایسے جرم کے ثبوت کے لیے عملی قانون میں ترمیم کی خاطر ازحد ضرورت محسوس کرتے ہوئے جہاں صرف، سزائے موت دی گئی ہو، اس فیصلہ کی ایک نقل، بذریعہ سیکرٹری وزارت قانون، انصاف اور انسانی حقوق اسلام آباد، اس ضمن میں ضروری کارروائی کے لیے سپریم کورٹ آف پاکستان کو بھیجی جا رہی ہے۔ مقدمہ ہذا کا رجسٹرار، فیصلہ ہذا کی ایک نقل، متعلقہ حلقوں کو بغیر کسی تاخیر کے بھجوائے گا۔

-20 مندرجہ بالا جن امور کے متعلق گفتگو اور بحث کی گئی، اس کے مطابق فوجداری اپیل نمبر 2509 سال 2010، مسترد کی جاتی ہے۔ اور یوں مقدمہ قتل نمبر 614 سال 2010ء کا جواب اثبات میں دیا جاتا ہے اور اپیل کنندہ آسیہ مسیح کو دی گئی سزائے موت کی توثیق کی جاتی ہے۔

| | |
|---|---|
| دستخط | تاریخ فیصلہ |
| جسٹس سید شہباز علی رضوی | 16 اکتوبر، 2014ء |
| جسٹس محمد انوار الحق | |
| لاہور ہائی کورٹ، لاہور | |